وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ

(سورۃ الانعام آیت ۹۱)

حقانیتِ احمدیت

اپنے احمدی احباب بالخصوص نوجوانوں کیلئے علمی تحفہ

از

مکرم مولانا محمد صادق سماٹری

سابق رئیس التبلیغ انڈونیشیا و ملیشیا

ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف صدر انجمن احمدیہ (پاکستان) ربوہ

"لَا يَعْرِفُ حَقِيقَةَ النُّبُوَّةِ اِلَّا النَّبِيُّ" (کتاب احیاء علوم الدین الجزء الثالث بیان خاصیۃ قلب الانسان ص۷) کہ نبوت کی حقیقت کو نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔" اسی طرح آپ اپنی تصنیف "الاملاء عن اشکالات الاحیاء" میں فرماتے ہیں: "اَلنُّبُوَّةُ لَا يَعْرِفُهَا بِالْحَقِيقَةِ اِلَّا النَّبِيُّ۔ کہ فی الحقیقہ نبوت کو نبی ہی جانتا ہے۔" دوسرے لوگ اسے پوری طرح نہیں جانتے۔

پھر بھی اس امر میں اختلاف کا ہونا باعث تشویش نہیں ہونا چاہیئے، کیونکہ اس اختلاف کی وجہ سے نبی اور رسول کے حقیقی معنی ابھر کر سامنے آگئے اور اس کے متعلق جو شکوک اور شبہات پیدا ہو سکتے تھے وہ بھی دُور ہو گئے۔

غلطی کی وجہ

اختلاف کے پیدا ہونے اور غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی وجہ یہ تھی کہ قرآن مجید میں بعض الفاظ ایسے تھے جن کو بعض غلط فہمی سے سمجھ نہ سکے۔ اگر وہ غور سے کام لیتے تو وہ غلط فہمی بآسانی دُور بھی ہو سکتی تھی، مثلاً خدا تعالیٰ نے انبیاء کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا تھا "وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ (سورۃ البقرہ آیت ۲۱۳) یعنی ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کتاب بھی نازل فرمائی"۔ گویا نبی بھی نازل ہوئے اور ان کے ساتھ کتاب بھی نازل ہوئی۔

امام فخر الدین الرازی لکھتے ہیں: "قَالَ الْقَاضِيُ ظَاهِرُ هٰذِهِ الْاٰيَةِ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ اِلَّا مَعَهٗ كِتَابٌ مُنَزَّلٌ فِيْهِ بَيَانُ الْحَقِّ طَالَ ذٰلِكَ الْكِتَابُ اَمْ قَصُرَ دُوِّنَ ذٰلِكَ الْكِتَابُ اَمْ لَمْ يُدَوَّنْ وَ كَانَ ذٰلِكَ الْكِتَابُ مُعْجِزًا اَوْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ لِاَنَّ كَوْنَ الْكِتَابِ مُنَزَّلًا مَعَهُمْ لَا يَقْتَضِيْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ۔" (التفسیر الکبیر جزء ۲ ص۲۰۴) کہ القاضی کہتے ہیں کہ اس آیت کے ظاہری الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ کوئی نبی نہیں جس کے ساتھ کتاب نہ ہو۔ جس میں حق کا بیان ہو خواہ وہ کتاب لمبی ہو یا چھوٹی اسے مدوّن کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو اور وہ کتاب معجزہ ہو یا معجزہ نہ ہو کیونکہ کتاب کا ان پر نازل ہونا انہیں سے کسی بات کا مقتضی نہیں۔"

اگر تو کتاب سے مراد صرف وہ کلام الٰہی ہے جو نبی پر نازل ہو۔ تو بلاشبہ ہر ایک نبی کو اس کلام سے مشرف کیا گیا ہے کیونکہ کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ خدا تعالیٰ اس سے کلام نہ کرے۔

اور اگر کتاب سے مراد وہ کلام الٰہی لیا جائے، جس میں نئی شریعت پائی جائے یا اور کچھ نہیں تو کچھ احکام ناسخہ پائے جائیں، جو پہلی شریعت کو منسوخ قرار دیں، تو اس کتاب کا مدوّن ہونا ضروری ہے اور جب تک حالات کا تقاضا ہو اس کی حفاظت بھی ضروری ہے، ہمارے نزدیک بیضاوی کا وہ خیال درست نہیں اور نہ ہی واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

ہر نبی کو کتاب نہیں دی گئی

۱- چنانچہ امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہیں کہ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ (سورۃ الانعام آیت ۸۱) میں جن اٹھارہ انبیاء کی طرف اشارہ ہے۔ "مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی کُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ کِتَابًا اِلٰھِیًّا عَلَی التَّعْیِیْنِ وَالتَّخْصِیْصِ (دیکھئے التفسیر الکبیر جزء ۴ صفحہ ۵۶) انمیں سے ہر ایک پر اللہ تعالیٰ نے معین طور پر علیحدہ علیحدہ کتاب نازل نہ فرمائی تھی۔"

۲- خود علامہ بیضاوی آیت وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا (سورۃ مریم آیت ۵۴) کے متعلق لکھتے ہیں: اِنَّ الرَّسُوْلَ لَا یَلْزَمُ اَنْ یَّکُوْنَ صَاحِبَ شَرِیْعَۃٍ فَاِنَّ اَوْلَادَ اِبْرَاھِیْمَ علیہ السلام کَانُوْا عَلٰی شَرِیْعَتِہٖ۔" (الشہاب علی البیضاوی طبع مصری جزء ۶ صفحہ ۳۰۵) کہ رسول کے لیے لازم نہیں کہ وہ جدید شریعت لائے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تمام اولاد (جنمیں اسماعیل علیہ السلام شامل ہیں) آپ ہی کی شریعت پر قائم تھے۔

۳- پھر علامہ بیضاوی خود ظاہری معنوں کی تردید کرتے ہوئے اسی سورہ بقرہ کی آیت کے متعلق اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "وَلَا یُرِیْدُ اَنَّہٗ اَنْزَلَ مَعَ کُلٍّ وَاحِدٍ کِتَابًا یَخُصُّہٗ فَاِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَمْ یَکُنْ لَھُمْ کِتَابٌ یَخُصُّھُمْ وَاِنَّمَا کَانُوْا یَاْخُذُوْنَ بِکُتُبِ مَنْ قَبْلَھُمْ (تفسیر البیضاوی جز ۱ صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی) کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ کی یہ مراد نہیں کہ اس نے ہر ایک نبی کو کوئی خاص کتاب دی ہے، کیونکہ انبیاء میں سے اکثر ایسے ہیں کہ جن کی کوئی خاص کتاب نہیں اور وہ اپنے سے پہلے انبیاء کی کتب کی پیروی کرتے تھے۔"

تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نبی اور رسول ہونے کے باوجود اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے، حضرت ہارون علیہ السلام باوجود رسول اور نبی ہونے کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے، کوئی نئی کتاب یا شریعت نہ لائے تھے۔

۴۔ یوں بھی اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو یہ بات واقع کے خلاف ہے، وہی علماء جو کہتے ہیں کہ ہر نبی اور رسول کے لیے نئی کتاب یا شریعت لانا ضروری ہے خود تسلیم کرتے ہیں کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور ان میں سے رسولوں کی تعداد ۳۱۳ ہیں مگر کتب کی تعداد زیادہ سے زیادہ ایک سو چار ہے، لکھا ہے: وَجُمْلَتُهُمْ مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا اَلرُّسُلُ مِنْهُمْ ثَلٰثُمِائَةٍ وَثَلٰثَةَ عَشَرَ اَلْمَذْكُورُونَ مِنْهُمْ فِي الْقُرْاٰنِ بِأَسْمَاءِ الْأَعْلَامِ ثَمَانِيَةٌ وَعِشْرُونَ نَبِيًّا ------ وَجُمْلَةُ الْكُتُبِ الْمُنَزَّلَةِ مِنَ السَّمَاءِ مِائَةٌ وَّأَرْبَعَةُ كُتُبٍ أُنْزِلَ عَلٰى آدَمَ عَشْرُ صَحَائِفَ وَعَلٰى شِيْثٍ ثَلٰثُوْنَ وَعَلٰى إِدْرِيْسَ خَمْسُوْنَ وَعَلٰى مُوْسٰى عَشْرُ صَحَائِفَ وَالتَّوْرَاةُ وَعَلٰى دَاوُدَ الزَّبُوْرُ وَعَلٰى عِيْسٰى الْإِنْجِيْلُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ الْقُرْاٰنُ۔" (تفسیر الخازن جزء ۱ صفحہ ۵۳۳) کہ انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور ان میں سے رسول تین سو تیرہ ہیں جن میں سے اٹھائیس نبیوں کے نام قرآن مجید میں مذکور ہیں اور تمام سماوی کتب کی تعداد ایک سو چار ہے، جن میں سے دس صحیفے حضرت آدم پر نازل ہوئے، شیث پر تیس، اور ادریس پر پچاس اور موسیٰ علیہ السلام پر دس صحیفے اور توراۃ نازل ہوئی، حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور اور عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور محمد صلی اللہ علیہ السلام پر قرآن اتارا گیا۔" (نیز دیکھئے حاشیہ احمد الصاوی المالکی علی الجلالین جزء ۳ صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ مصر)

پس رسولوں کی تعداد تو کم از کم تین سو تیرہ مانی گئی ہے اور تمام کتب سماوی کی تعداد ایک سو چار، پس ان اعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ماننا کہ ہر ایک رسول اور نبی ایک خاص کتاب لاتا ہے ناممکن ہے، خصوصاً جبکہ اس امر کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ یہ ایک سو چار کتب صرف آدمؑ، شیثؑ، ادریسؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، عیسیٰؑ اور محمدؐ رسول اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئیں، بعض نے ابراہیم علیہ السلام کا نام زائد کیا ہے، گویا آٹھ رسولوں پر کتابیں نازل ہوئی اور باقی رسول دوسرے رسولوں پر نازل شدہ کتب کی پیروی کرتے رہے۔

۵۔ خدا تعالیٰ نے بوضاحت فیصلہ فرمایا ہے کہ ہر رسول کے لیے نئی کتاب و شریعت لانا ضروری نہیں بلکہ اکثر رسول بلا کسی خاص کتب کے مبعوث کئے گئے، ان کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے سے پہلی کتاب کی تائید کریں، اس کے احکام کو نافذ کریں اور اس کے پیروؤں کے اندر اطاعت کی نئی روح پھونکیں، چنانچہ فرماتا ہے: إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيْهَا

هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا (سورۃ المائدہ آیت ۴۴) کہ ہم نے توریت نازل کی، اس میں ہدایت اور نور تھا، اس کے ذریعہ وہ انبیاء جو توراۃ کے تابع تھے یہودیوں کے لیے فیصلہ کیا کرتے تھے۔"

۶- ان انبیاء کے متعلق حضرت امام رازی تحریر فرماتے ہیں: "اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اُلُوْفًا مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ لَیْسَ مَعَھُمْ کِتَابٌ اِنَّمَا بَعَثَھُمْ بِاِقَامَةِ التَّوْرَاةِ (التفسیر الکبیر جزء ۳ صفحہ ۴) کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں ہزارہا انبیاء ایسے مبعوث فرمائے جن کے ساتھ کوئی خاص کتاب نازل نہ کی گئی تھی انھیں اللہ تعالیٰ نے صرف توراۃ کے قیام کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔"

۷- امام خازنؒ ان انبیاء کے متعلق تحریر فرماتے ہیں: "وَکَانَتِ الْاَنْبِیَاءُ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی یُبْعَثُوْنَ اِلَیْھِمْ یُجَدِّدُوْا مَا نَسُوْا مِنَ التَّوْرَاةِ وَیَاْمُرُوْنَھُمْ بِالْعَمَلِ بِاَحْکَامِھَا۔ (تفسیر الخازن جزء ۱ صفحہ ۲۱۲) کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں انبیاء اس لیے مبعوث کیے جاتے تھے کہ وہ تورات کے ان احکام کو ازسرِ نو تازہ کریں جنہیں بنی اسرائیل بھول چکے ہوتے اور وہ انھیں حکم دیتے کہ توراۃ کے احکام پر عمل کریں۔"

رسالہ "تنظیم اہلِ حدیث" لاہور اسی آیت کے متعلق لکھتا ہے۔

"ان آیات سے ظاہر ہے کہ شریعتِ موسوی کے تابع کئی رسول مبعوث کیے گئے اور وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ہوئے۔"

(۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء)

۸- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے۔ "قَالَ وَھْبُ بْنُ مُنَبِّہٍ اِنَّ عِیْسٰی علیہ السلام کَانَ عَلٰی شَرِیْعَةِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ (التفسیر الکبیر جزء ۲ صفحہ ۴۵۳) کہ وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر قائم تھے۔"

خلاصہ کلام یہ کہ ہزارہا نبی ایسے آئے جو کوئی نئی کتاب یا شریعت نہ لائے تھے، بلکہ ان کی بعثت کی غرض یہ تھی کہ وہ توراۃ پر عمل کرنے کی تحریک کریں اور اس کے وہ احکام جو بھلا دیئے گئے تھے انھیں دوبارہ قائم کریں۔

پس یہ خیال کہ ہر رسول اور نبی کے لیے نئی کتاب یا شریعت کا لانا ضروری ہے، قطعاً خلاف واقعہ ہے اور قرآن کریم سے اس خیال کی واضح طور پر تردید ہوتی ہے۔

شریعت ایک زائد امر ہے

۹۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض انبیاء کو ظاہری حکومت بھی دی گئی اور بعض انبیاء کو نئی شریعت سے بھی نوازا گیا، مگر نئی شریعت یا دنیوی حکومت نبوت کا لازمی جزء نہیں ہے، چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ التَّشْرِیْعَ فِی النُّبُوَّۃِ اَمْرٌ عَارِضٌ (الفتوحات المکیۃ جزء ۱ صفحہ ۵۴۵) کہ شریعت کا نبوت میں پایا جانا ایک امر عارض ہے یعنی امر لازم نہیں۔

اسی طرح جس طرح کہ دنیوی حکومت کا نبوت کے ساتھ پایا جانا ایک امر عارض ہے ورنہ ہر نبی صاحب حکومت ہوتا۔ امام رازی فرماتے ہیں: وَلَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَلْمُلْکُ وَالنُّبُوَّۃُ اِلَّا لَہٗ (التفسیر الکبیر جزء ۲ صفحہ ۲۹۶) کہ شروع شروع میں بنی اسرائیل میں سے بادشاہت اور نبوۃ صرف داؤد علیہ السلام کے لیے جمع ہوئی۔

۱۰۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ شریعت صرف نبی اور رسول کو دی جاتی ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت دیدی جائے مگر وہ منصب نبوت و رسالت پر فائز نہ ہو۔ فَلَا یُشَرِّعُ اِلَّا النَّبِیُّ (الفتوحات المکیہ جزء ۲ صفحہ ۳۷) کا مطلب یہی ہے۔

پس کوئی شخص ایسا نبی اور رسول ہو سکتا ہے کہ وہ نئی شریعت نہ لائے مگر کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جسے خدائے تعالیٰ کی طرف سے نئی کتاب یا شریعت تو دی جائے لیکن وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول نہ ہو۔

نبی اور رسول کی تعریف

دراصل اگر نبی اور رسول کی تعریف کے متعلق تحقیق کی جائے تو ساری غلط فہمیاں خود بخود دور ہو سکتی ہیں، مگر ہوا یہ کہ بعض علماء نے نبی کے متعلق دیگر امور کو زیر بحث لاکر اپنی تمام تر توجہ کو انہی پر مرکوز کر دیا اس طرح تعریف نبوت کا اصل مبحث تشنۂ تکمیل رہ گیا، البتہ جن علماء نے اصل امر کی طرف توجہ دی اور اس کے متعلق تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی انھوں نے حق کو جا لیا۔ لکھا ہے:

پس یہ خیال کہ ہر رسول اور نبی کے لیے نئی کتاب یا شریعت کا لانا ضروری ہے، قطعاً خلاف واقعہ ہے اور قرآن کریم سے اس خیال کی واضح طور پر تردید ہوتی ہے۔

شریعت ایک زائد امر ہے

۹۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض انبیاء کو ظاہری حکومت بھی دی گئی اور بعض انبیاء کو نئی شریعت سے بھی نوازا گیا، مگر نئی شریعت یا دنیوی حکومت نبوت کا لازمی جزو نہیں ہے، چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ التَّشْرِیْعَ فِی النُّبُوَّۃِ اَمْرٌ عَارِضٌ (الفتوحات المکیۃ جزء ۱ صفحہ ۵۴۵) کہ شریعت کا نبوت میں پایا جانا ایک امر عارض ہے یعنی امر لازم نہیں۔

اسی طرح جس طرح کہ دنیوی حکومت کا نبوت کے ساتھ پایا جانا ایک امر عارض ہے ورنہ ہر نبی صاحب حکومت ہوتا۔ امام رازی فرماتے ہیں: وَلَمْ یَجْتَمِعْ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَلْمُلْکُ وَالنُّبُوَّۃُ اِلَّا لَہٗ (التفسیر الکبیر جزء ۲ صفحہ ۲۹۶) کہ شروع شروع میں بنی اسرائیل میں سے بادشاہت اور نبوۃ صرف داؤد علیہ السلام کے لیے جمع ہوئی۔

۱۰۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ شریعت صرف نبی اور رسول کو دی جاتی ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے شریعت دیدی جائے مگر وہ منصب نبوت و رسالت پر فائز نہ ہو۔ فَلَا یُشَرِّعُ اِلَّا النَّبِیُّ (الفتوحات المکیہ جزء ۲ صفحہ ۳۷) کا مطلب یہی ہے۔

پس کوئی شخص ایسا نبی اور رسول ہو سکتا ہے کہ وہ نئی شریعت نہ لائے مگر کوئی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جسے خدائے تعالیٰ کی طرف سے نئی کتاب یا شریعت تو دی جائے لیکن وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی اور رسول نہ ہو۔

نبی اور رسول کی تعریف

دراصل اگر نبی اور رسول کی تعریف کے متعلق تحقیق کی جائے تو ساری غلط فہمیاں خود بخود دور ہو سکتی ہیں، مگر ہوا یہ کہ بعض علماء نے نبی کے متعلق دیگر امور کو زیر بحث لاکر اپنی تمام تر توجہ کو انہی پر مرکوز کر دیا اس طرح تعریف نبوت کا اصل مبحث تشنۂ تکمیل رہ گیا، البتہ جن علماء نے اصل امر کی طرف توجہ دی اور اس کے متعلق تحقیق کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کی انھوں نے حق کو جا لیا۔ لکھا ہے: